احمد مشتاق

غزل

کیا سناؤں کوئی قصہ کوئی روداد نہیں
جیسے اِک خواب سے گزرا ہوں جو اب یاد نہیں

جس طرف دیکھیے اِک عالمِ بربادی ہے
گھر بھی آباد نہیں دشت بھی آباد نہیں

وہی آوازِ سلاسل کہیں مدھم کہیں تیز
دل بھی آزاد نہیں ذہن بھی آزاد نہیں

فرق اگر ہے تو سلاخوں کی کمی بیشی کا
ہم قفس زاد ہیں ہیں سب کوئی چمن زاد نہیں

اُس تغافل میں بھی ہر شے پہ نظر تھی تیری
یاد ہوگا تجھے وہ بھی جو مجھے یاد نہیں